

تعارف و تبصرہ کتب

نام کتاب:	جلوہ دانش فرنگ (اقبال پر تنقیدی مضامین کا ترجمہ)
مؤلف و مترجم:	عبدالرحیم قدوائی
ناشر:	ایجوکیشنل بک ہاؤس، یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ، یو۔ پی۔ (ہندوستان)، ۲۰۲۰۰۱
صفحات:	۱۵۰
قیمت:	۸۱ ہندوستانی روپے
تبصرہ نگار:	سفیر اختر*

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم قدوائی کی علمی و ادبی دلچسپیوں میں انگریزی زبان و ادب کے مطالعہ و تحقیق کے ساتھ اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو ترجمہ نگاری بھی شامل ہے۔ آخر الذکر حوالے سے انہوں نے ۱۹۸۰ء کی دہائی میں سہ ماہی ”نقد و نظر“ (علی گڑھ) کے لیے اقبالیات سے متعلق چند تنقیدی مضامین اردو میں منتقل کیے تھے، وہی مضامین زیر نظر مجموعے میں یک جا کیے گئے ہیں۔ مضامین کی تفصیل یہ ہے: ● ای۔ ایم۔ فوسٹر، محمد اقبال ● آر۔ اے۔ نکلسن، اسرارخودی ● ہربرٹ ریڈ، قارئین اور مصنفین (اقبال کے بارے میں) ● این میری شمل (مترجم نے نام این میری شمل لکھنا پسند کیا ہے)، اقبال پر حلاج کا متصوفانہ اثر ● این میری شمل، اقبال کے کلام میں شیطان کا کردار ● این میری شمل، جرمنی اور اقبال ● محمد اقبال، الجلیلی اور نظریہ و حدت مطلق ● محمد اقبال، بیدل - برگساں کی روشنی میں ● اسلوب احمد انصاری، اقبال کا تصور خدا — ان ۹ مضامین کے آخر میں ”مغربی زبانوں میں کلام اقبال کے تراجم اور تنقیدی مضامین کی [ایک منتخب] فہرست“ فراہم کی گئی ہے۔ دوسرے لفظوں میں چار مغربی اہل قلم کے جن چھ مضامین کے تراجم شامل کتاب ہیں، ان کے انگریزی متون کی اشاعتوں کی، دوسرے مضامین کے ساتھ نشان دہی کر دی گئی ہے۔ دو مضامین علامہ محمد اقبال کے رشحاتِ قلم میں سے ہیں، اور آخری مضمون جناب مترجم کے استاد گرامی اور معروف اقبال شناس اسلوب احمد انصاری کی کاوش ہے۔

مغربی دُنیا میں علامہ محمد اقبال کے فکر و فلسفہ کا ابتدائی تعارف اُس وقت ہوا جب کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر آر۔ اے۔ نکلسن (م ۱۹۳۵ء) نے مثنوی ”اسرارِ خودی“ کا انگریزی ترجمہ کیا، حالانکہ علامہ کا مقالہ تحقیق (برائے ڈاکٹریٹ) *Persia Development of Metaphysics in* ۱۹۰۸ء میں لندن سے شائع ہو چکا تھا۔ مثنوی ”اسرارِ خودی“ کا ترجمہ *The Secrets of the Self* معروف ناشر کتب میکملن اینڈ کمپنی - لندن نے ۱۹۲۰ء میں شائع کیا تھا۔ اگرچہ اس ترجمے میں بعض اغلاط بھی تھیں، تاہم مترجم نے علامہ محمد اقبال سے اجازت ترجمہ لیتے ہوئے اُن کے تصوراتِ خودی پر خط کتابت کی تھی، اور علامہ نے اُنہیں اپنے خیالات سے تحریری طور پر آگاہ کیا تھا۔ پروفیسر نکلسن نے اپنے ترجمے کے مقدمے میں علامہ محمد اقبال کے مہیا کردہ نوٹس سے استفادہ کیا، تاہم پروفیسر نکلسن نے مثنوی کے مطالعے سے جو تاثرات قائم کیے، اُن کا بھی گھل کر اظہار کیا۔ یوں ”اسرارِ خودی“ نے پروفیسر نکلسن کی شہرت اور عالمانہ بلند قامتی، نیز علامہ محمد اقبال کی منفرد آواز کی بدولت مغرب کی دُنیاے استشرق میں توجہ حاصل کی، اور علمی و ادبی جرائد میں تبصروں کی شکل میں اس پر بحث و نظر کا آغاز ہو گیا۔

پروفیسر نکلسن نے اپنے مقدمے میں لکھا تھا:

اقبال نے مغربی ادب سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ ان کا فلسفہ بڑی حد تک نطشے اور برگساں سے مستعار ہے اور ان کا کلام ہمیں جا بجا شیئے (Shelley) کی یاد دلاتا ہے، لیکن اس کے باوجود بھی ان کی طرزِ فکر ایک مسلمان کی ہے، اور اسی باعث اُن کا دائرہ اثر بھی بہت زبردست ہے۔ وہ ایک پُر جوش مذہبی شخصیت ہیں، اور ایک ایسی آفاقی اور مثالی حکومتِ الہیہ کے آرزو مند ہیں جس کے پرچم تلے بلا امتیازِ ملک و نسل تمام مسلمان متحد ہوں۔ ان کو قومیت یا ملوکیت کے نظریات سے مطلق دلچسپی نہیں، بلکہ اُن کے بقول قومیت یا ملوکیت مسلمانوں کو اپنی منزلِ مقصود سے دور کرتی ہے اور مسلمانوں میں باہمی تفرقے کا سبب ہے، کیوں کہ یہ نظریات جذبہٴ اخوت کو پامال کرتے ہیں اور باہمی جنگ و جدل کی تخم ریزی کرتے ہیں۔ وہ ایسی دُنیا کے متنی ہیں جس میں مذہب کی سر بلندی ہو اور سیاست کا کوئی مقام نہ ہو۔ وہ میکاولی کو باطل دیوتاؤں کا پجاری قرار دیتے ہیں اور بے شمار افراد کو گمراہ کرنے کے لیے اسے موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔ یہ نکتہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ مذہب سے ان کی مراد ہمیشہ اسلام ہوتا ہے۔ غیر مسلم افراد محض کافر ہیں اور

نظری اعتبار سے جہاد عین جائز ہے، البتہ شرط یہ ہے کہ جہاد صرف اللہ کی راہ میں ہو۔ اقبال کا مقصود ایک ایسی آزاد خود مختار مسلم مملکت ہے جس کا مرجع کعبہ ہو اور اس کے رسول کی محبت کے رشتے سے تمام مسلمان منسلک اور متحد ہوں۔

--- قرآن اور محمدؐ کی جانب مراجعت کی دعوت اس سے قبل بھی بار بار پیش کی گئی ہے، لیکن اس دعوت کے تین رد عمل غیر تسلی بخش ہی رہا ہے، لیکن اقبال کے ہاں یہ دعوت مغربی فلسفے کی انقلابی تاثیر کی بھی حامل ہے اور اقبال کو یہ امید اور یقین ہے کہ یہ تحریک ضرور برپا ہوگی اور کامیابی سے ہم کنار ہوگی۔--- اقبال یہ سمجھتے ہیں کہ خود اثباتی اور ارتقاء کے ذریعہ مسلمان از سر نو اقتدار اور خود مختاری حاصل کر سکتے ہیں۔ --- وہ حضورؐ کے پیش کردہ اسلامی معاشرے کو مثالی معاشرہ قرار دیتے ہیں۔ مرد کامل کے مقام پر فائز ہونے کی جدوجہد کے ذریعہ ہر مسلمان فرد حکومت الہیہ کے قیام میں معین ہوتا ہے۔ (“جلوہ دانش فرنگ“، صفحات ۱۲-۱۶)

پروفیسر نکلسن نے اپنے مقدمے کے آخر میں لکھا ہے:
منظر عام پر آتے ہی ”اسرار خودی“ نے ہندوستانی مسلمانوں کی نوجوانوں نسل کو مسحور اور مسخر کر کے رکھ دیا۔ ایک نوجوان نے لکھا ہے: ”اقبال ہمارے درمیان مسیحا کے طور پر نمودار ہوئے ہیں اور انہوں نے تن مردہ میں زندگی پھونک دی ہے۔“ یہ دیکھنا باقی ہے کہ یہ بیدار افراد کس سمت میں پیش رفت کرتے ہیں۔

--- ہم اُن کے افکار کو ان کے ہم مذہب افراد کے کسی مخصوص طبقے کے نظریات نہیں قرار دے سکتے، اُن کے افکار مسلم ذہن میں انقلابی تبدیلی کے مرادف ہیں اور اُن کے افکار کی قدر و قیمت کے ضمن میں یہ امر ہرگز مانع نہیں کہ مذکورہ تبدیلی کا مستقبل میں واقع ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ (“جلوہ دانش فرنگ“، صفحات ۲۲-۲۳)

”اسرار خودی“ کے انگریزی ترجمے پر جن اہم اہل علم نے قلم اٹھایا، ان میں برطانیہ کے ای-ایم - فوسٹر (م ۱۹۷۰ء) اور پروفیسر ڈکسن (م ۱۹۳۲ء) جو کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر تھے، اور امریکہ کے ہربرٹ ریڈ شامل تھے۔ اول الذکر دو کے تبصروں کا برصغیر میں بھی چرچا رہا (دارالمصنفین - اعظم گڑھ کے ماہنامہ ”معارف“ نے اسی دور میں ان کے تراجم شائع کر دیے تھے۔) یہ تبصرے خود علامہ محمد اقبال کی نظر سے بھی گزرے تھے۔ پروفیسر نکلسن کی طرح فوسٹر نے بھی اقبال کے ”انسان کامل“ کو نطشے کے سوپر مین کا چربہ قرار دیا تھا، چنانچہ علامہ محمد اقبال نے پروفیسر نکلسن کو ایک طویل خط لکھا جس میں

بے جا اٹھائے گئے اور غلط فہمی پر مبنی اعتراضات کی وضاحت کی تھی۔ (یہ خط علامہ محمد اقبال کی غیر مدون تحریروں کے مختلف مجموعوں میں شامل ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ماہنامہ ”معارف“ کے شمارہ بابت اکتوبر ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں اس کا دوسرا ترجمہ بطور مضمون ”فلسفہ سخت کوشی“ کے عنوان سے ماہنامہ ”میرنگ خیال“ کے اقبال نمبر بابت ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا، اور وہیں سے علامہ اقبال کے ایک اہم مجموعہ ”مکتوبات“ ”اقبال نامہ“ لاہور: شیخ محمد اشرف، س۔ ن کے مرتب شیخ عطاء اللہ نے اسے اٹھایا تھا۔ اس کا ایک اور ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض نے ’فلسفہ اسرار خودی کے اساسی مباحث‘ کے نام سے مہیا کیا ہے۔ (آخر الذکر ترجمے کے لیے دیکھیے: علامہ اقبال کی بعض انگریزی تحریروں کے ترجمے پر مشتمل تالیف ”افکار اقبال“، لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، ۱۹۹۰ء، صفحات ۱۱۹-۱۲۳)

”اسرار خودی“ کے ترجمے پر تبصروں اور علامہ محمد اقبال کے مکتوب بنام پروفیسر نکلسن کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کہ اس میں علامہ محمد اقبال نے ”انسانِ کامل“ کے تصور کے ماخذ کے حوالے سے اپنی ایک تحریر *The Doctrine of Absolute Unity as Expounded by Abdul Karim al-Jili* کا ذکر کیا ہے: ”میں نے تصوف کے مسئلے انسانِ کامل پر کچھ اوپر بیس سال ہوئے لکھا تھا، جب کہ نطشے کی بھٹک بھی میرے کان میں نہ پڑی تھی۔ یہ مضمون اس زمانے میں رسالہ ’انڈین انٹی کوزری‘ (*Indian Antiquary*) میں شائع ہوا تھا، اور اس کے بعد ۱۹۰۸ء میں میرے انگریزی رسالہ ’فلسفہ عجم‘ میں منظم ہو کر نکلا تھا۔“

ڈاکٹر عبد الرحیم قدوائی نے ایک طرف ”اسرار خودی“ پر پروفیسر نکلسن کی تحریر اور ہربرٹ ریڈ کے تبصرے کے ترجمے فراہم کیے ہیں، دوسری طرف علامہ محمد اقبال کے مذکورہ مقالے کا ترجمہ ”جلوہ دانش فرنگ“ میں کیا ہے، البتہ ”اسرار خودی“ سے متعلق فوسٹر کی تحریر کے بجائے انہوں نے فوسٹر کی نسبتاً ایک دوسری مختصر تحریر کا ترجمہ شامل کرنا مناسب خیال کیا ہے جو ۱۹۳۶ء میں لکھی گئی تھی۔

ہربرٹ ریڈ نے اپنے معاصر برطانوی قلم کاروں کی طرح ”اسرار خودی“ کے پیغام کو نہ خوف کی نظر سے دیکھا، اور نہ اس پر کسی شک و شبہ کا اظہار کیا۔ اس کے برعکس ریڈ نے امریکی شاعر والٹ و ہٹ مین (۱۸۹۲ء) کے نظریہ شعر (کہ ”عظیم ادبی فن پارے کسی طرح بھی جمالیاتی اعتبار سے ناقص نہیں ہو سکتے، ان میں پنہاں قوتِ فکر انہیں ایک طرز کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔) کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے: ”اس نظریے کا اطلاق میرے خیال میں تمام معاصر شعراء میں صرف ایک ایسے شاعر پر موزوں ہے جو ہمارا ہم وطن ہے نہ ہم مذہب، صرف یہی شاعر اس کسوٹی پر پورا اترتا ہے۔ میری

مراد اقبال سے ہے جن کی نظم 'اسرار خودی' کا ڈاکٹر رینالڈ نکلسن نے حال ہی میں اصل فارسی سے ترجمہ کیا ہے۔ --- آج جبکہ ہمارے مقامی متشاعر حضرات کیٹس کی زمین میں بلیوں اور پرندوں کے موضوعات پر تھمیںیں تحریر کرنے میں مصروف ہیں، لاہور میں ایک ایسی نظم شائع ہوئی ہے جس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ اس نے نوجوان ہندی مسلمانوں کو بالکل مسحور کر کے رکھ دیا ہے۔“ (” جلوہ دانش فرنگ“، ص ۲۷)

ہربرٹ ریڈ نے اپنے تبصرے کے آخر میں والٹ وہٹ مین اور نطشے کے افکار کا فکر اقبال سے موازنہ کیا ہے:

زندگی جہادِ آزادی ہے اور جہاد کا طریقہ کار انا کی تربیت ہے۔ --- ہر فلسفے اور ہر مذہب میں تکمیل انا کا یہ نظریہ ملتا ہے۔ انسان نفسیاتی اعتبار سے کسی ایسی الوہیت کو قبول نہیں کر سکتا جو خود اس کی ذات میں آشکار نہ ہو۔ یہ ایک مادی حقیقت بھی ہے۔ وہٹ مین یا نطشے کے بالمقابل اقبال کے ہاں اس حقیقت کا واضح تر ادراک پایا جاتا ہے۔ (” جلوہ دانش فرنگ“، ص ۲۹)

پروفیسر نکلسن کی علمی روایت کے برطانوی جانشینوں میں سب سے نمایاں نام پروفیسر اے۔ جے۔ آربری (۱۹۶۹ء) کا ہے، انہوں نے بھی اقبالیات کی تفہیم و تعارف اور ترجمے کی خدمت انجام دی، تاہم ان کی نوجوان معاصر جرمن خاتون این میری شمل اقبال شناسی میں سب سے بازی لے گئی۔ وہ علامہ محمد اقبال کی زبردست مداح محقق تھیں۔ وطن عزیز کے ایک استاذِ ادب نے تو ان کے حسین حیات یہاں تک لکھ دیا تھا کہ ”این میری شمل کو مشرقی زبانوں، اسلام اور تصوف سے جو والہانہ شغف ہے، اسے دیکھتے ہوئے کبھی کبھی تو یوں محسوس ہوتا ہے، گویا موصوفہ پہلے جنم میں مسلمان ہوں گی، اور یہیں کہیں لاہور کے اردگرد جنم لیا ہوگا۔ وہ عربی، فارسی، ترکی اور اردو کے ساتھ ساتھ پاکستان کی علاقائی زبانوں جیسے پنجابی اور سندھی پر بھی دستگاہ رکھتی ہیں، اس وقت شاید ہی کوئی ایسا مستشرق ہو جو ایک ہی سانس میں اقبال، رومی، حافظ، سچل سرمست اور سلطان باہو کا نام لے سکتا ہو۔ اسلامی ادبیات اور تصوف کے ساتھ ساتھ اقبال کو مغربی دنیا سے روشناس کرانے میں تنہا ڈاکٹر شمل نے جو کردار ادا کیا، وہ تعداد اور معیار کے لحاظ سے بڑے بڑے علمی اداروں پر بھاری ہے۔“ (سلیم اختر، ”اقبال: ممدوح عالم“، لاہور: بزم اقبال، ۱۹۷۸ء، صفحات ۶۶-۶۷)

جناب عبدالرحیم قدوائی نے این میری شمل کی تین تحریروں کے تراجم پیش کیے ہیں۔ ”اقبال پر حلاج کا متصوفانہ اثر“ میں شمل نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ علامہ محمد اقبال نے ۱۹۰۶ء میں حلاج کے متصوفانہ افکار کی مذمت کی، مگر خطبات — ”تشکیل جدید الہیات اسلامیہ“ کی تالیف (۱۹۲۷ء) اور ”جاوید نامہ“ کی تخلیق (اولیں اشاعت: ۱۹۳۲ء) تک آتے آتے مذمت کا رنگ ختم ہو گیا، بلکہ اعتراف کا رنگ نمایاں ہو گیا۔ (گو اقبال حلاج کے نظریات سے پوری طرح متفق نہ ہو سکے تھے۔) دوسرے مضمون ”اقبال کے کلام میں شیطان کا کردار“ میں بھی حلاج کے افکار کی بازگشت سنائی دیتی ہے، تاہم مضمون میں سوچ کا محور یہ ہے کہ ”کلام اقبال میں شیطان سے متعلق متعدد اور مختلف عیسائی اور اسلامی تصورات ایک دلکش وحدت میں سمو دیے گئے ہیں“ (ص ۴۹)۔ تیسری تحریر ”جرمنی اور اقبال“ میں بتایا گیا ہے کہ ”جرمن علماء و فضلاء اس ہندی مسلم شاعر سے پہلی بار آر۔ اے۔ نکلسن کے مقالے کے ذریعہ متعارف ہوئے [تھے]۔ ”پیام مشرق“ پر نکلسن کا یہ مقالہ لہیزگ سے شائع ہونے والے جریدے *Islamica* (۱۹۲۵ء) کے پہلے شمارے میں طبع ہوا تھا“ (ص ۵۵)۔ ۱۹۲۵ء سے زیر بحث مقالے کے زمانہ تحریر تک جرمن اہل قلم نے علامہ محمد اقبال کے فکر و دانش کے تعارف و تنقید کے لیے جو کچھ لکھا، اس کا بالاختصار ذکر کیا گیا ہے۔

”جلوۂ دانش فرنگ“ کی ورق گردانی کے دوران میں بار بار یہ احساس ہوا کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تعلقات کی جو کیفیت ہے، اس کے نتیجے میں دونوں ملکوں کے اہل علم ایک دوسرے کے ہاں ہونے والی علمی و تحقیقی پیش رفت سے بالعموم واقف نہیں۔ پروفیسر عبدالرحیم قدوائی نے مغربی اہل علم، اور خود علامہ محمد اقبال کی جن تحریروں کو اردو قارئین سے متعارف کرانے کے لیے منتخب کیا، ان میں سے اکثر انہی عنوانات، یا معمولی فرق کے ساتھ پاکستان میں بھی ترجمہ کی جا چکی ہیں۔ ہماری محدود معلومات کے مطابق ان تحریروں کے پاکستان میں کیے گئے ترجمہ کی تفصیل یہ ہے:

۱- ای۔ ایم۔ فوسٹر، [تحریر] محمد اقبال

● (مترجمہ فضل من اللہ)، ماہنامہ ”سیارہ“ (لاہور)، اپریل ۱۹۶۶ء، [مکرر اشاعت]،
”اقبال شناسی اور سیارہ“ (مرتبہ جعفر بلوچ)، لاہور: بزم اقبال، ۱۹۸۹ء، صفحات ۲۲۳-۲۲۹

● (مترجمہ سلیم اختر)، ”اقبال: ممدوح عالم“ (مرتبہ سلیم اختر)، لاہور: بزم اقبال، ۱۹۷۸ء،

صفحات ۱۴۶-۱۵۱۔

۲- آر- اے - نکلسن ، اسرار خودی

● (مترجمہ رئیس زیدی)، ”اقبال: ممدوح عالم“، حوالہ مذکورہ، صفحات ۷۵-۸۹

● (مترجمہ یوسف عزیز)، ”اقبال اور لذت پیکار“ (مرتبہ حق نواز)، لاہور: اقبال اکادمی

پاکستان، ۱۹۸۴ء، صفحات ۱۷۳-۱۸۶

۳- ہر برٹ ریڈ، قارئین اور مصنفین

● (مترجمہ چوہدری محمد حسین)، ”آئینہ اقبال“، لاہور: آئینہ ادب، ۱۹۶۷ء

● (مترجمہ سلیم اختر)، ”اقبال: ممدوح عالم“، حوالہ مذکورہ، صفحات ۱۱۱-۱۲۰

۴- این میری شمل، اقبال پر حلاج کا متصوفانہ اثر

● (مترجمہ سلیم اختر)، ”اقبال: ممدوح عالم“، حوالہ مذکورہ، صفحات ۱۷۱-۱۹۲

● (مترجمہ ناشناس)، اقبال شناسی اور ’افشاں‘ (مرتبہ بیدار ملک)، لاہور: بزمِ اقبال، ۱۹۸۸ء،

صفحات ۳۵-۴۴

علامہ محمد اقبال کے جن دو مقالات کا ترجمہ ”جلوہ دانش فرنگ“ میں فراہم کیا گیا ہے، ان کی کیفیت یہ ہے کہ ”الجبلی اور نظریہ وحدت مطلق“ کا ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم نے کیا تھا جو ”شیخ عبدالکریم الجبلی کا نظریہ توحید مطلق“ کے زیر عنوان علامہ محمد اقبال کی بعض دوسری انگریزی تحریروں کے ترجمے کے ساتھ ”افکار اقبال“ میں شامل ہے۔ ”بیدل: برگساں کی روشنی میں“ کا اصل انگریزی متن پروفیسر ڈاکٹر تحسین فراقی نے پہلی بار ایڈٹ کیا جو سہ ماہی ”اقبال ریویو“ (لاہور) کے شمارہ بابت اکتوبر- دسمبر ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا تھا، بعد میں خود انہوں نے اسے اردو میں منتقل کر دیا تھا جو ان کے مرتبہ انگریزی متن کے ساتھ ”مطالعہ بیدل: فکر برگساں کی روشنی میں“ کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ (علامہ محمد اقبال کے مسودے کے عکس، اس کی قراءت، مرتبہ کے انگریزی مقدمے، نیز ان ہر دو کے اردو تراجم کے لیے دیکھیے: ”مطالعہ بیدل: فکر برگساں کی روشنی میں“، لاہور: یونیورسٹی بکس، نومبر ۱۹۸۸ء)۔ اس مضمون کا دوسرا ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض نے کیا جو ان کی مذکورہ بالا کتاب ”افکار اقبال“ میں شامل ہے۔

پاکستان میں اقبال شناسی کے حوالے سے ہونے والی اشاعتی سرگرمیوں سے جب سرحد پار ناواقفیت کا یہ عالم ہے تو ہندوستان کے پس منظر میں پروفیسر عبدالرحیم قدوائی کی مترجمہ نگارشات کی افادیت اپنے طور پر موجود تھی، اُمید ہے کہ ”جلوۂ دانش فرنگ“ کی صورت میں ان کی حالیہ اشاعت سے وطن عزیز کے قارئین اقبالیات بھی استفادہ کریں گے۔

”جلوۂ دانش فرنگ“ سفید کاغذ پر مناسب جلد کے ساتھ شائع ہوئی ہے، مگر پروف خوانی میں زیادہ احتیاط اور اہتمام نہیں کیا جاسکا، کتابت کی عمومی اغلاط کے ساتھ علامہ محمد اقبال کے متعدد اشعار، اور بالخصوص فارسی اشعار صحیح طور پر نہیں لکھے جاسکے۔ ”قرامطہ یا قمرمطیوں“ کو ”کرامتیوں“ درج کیا گیا ہے۔ (ص ۳۱)۔ بوعلی رودباری کو ”علی ضری“ اور ”کتاب الطواسین“ کے شارح روز بہان بقلی کو بہ تکرار ”رزبحان“ اور ”رزبحان باقلی“ پڑھا گیا ہے (ص ۳۸، ص ۴۳، ص ۵۰)۔ امید ہے کہ آئندہ اشاعت میں کتابت کی اغلاط درست کردی جائیں گی اور ”جلوۂ دانش فرنگ“ کی جلوہ طراز یوں میں مزید نکھار پیدا ہو جائے گا۔